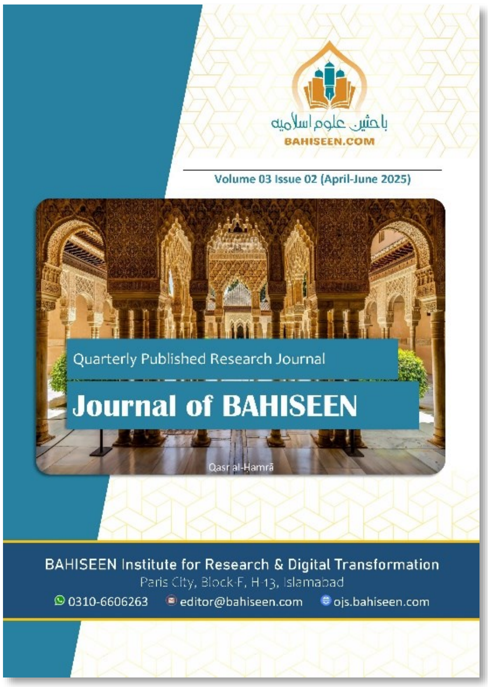

Title
Journal of BAHISEEN
Issue
Volume 03, Issue 02,
April -June 2025
ISSN
ISSN (Online): 2959-4758
ISSN (Print): 2959-474X
Frequency
Quarterly
Copyright ©
Year: 2025
Type: CC-BY-NC
Availability
Open Access
Website
ojs.bahiseen.com
Email
editor@bahiseen.com
Contact
+923106606263
Publisher
BAHISEEN Institute for
Research & Digital
Transformation, Islamabad

مصنوعی ذہانت کے تعلیمی سرگرمیوں پر اثرات: احادیث مبارکہ کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

Effects of Artificial Intelligence on Educational Activities: An Analytical Study in the Light of the Hadiths (PBUH)

Dr. Navid Iqbal
Assistant Professor,
Department of Hadith & Hadith Sciences,
AIOU, Islamabad
Email: navid.iqbal@aiou.edu.pk

Abstract:

There is no doubt that humanity is advancing rapidly due to the influence of science and technology. Each year brings new inventions and innovations. On one hand, human lives are becoming easier due to science and technology but on the other hand, due to inventions, destruction is also taking place. Another significant example of modern technological progress is artificial intelligence (AI). Developed through technological advancements, AI possesses capabilities that mimic essential human functions. These include accurately understanding and answering questions, storing data, diligently providing information, striving to correct errors, and minimizing mistakes caused by forgetfulness. Over the years, the use of AI has expanded not only in public sectors but also within government institutions, which increasingly rely on AI technologies. In educational settings, the application of AI is growing daily. Reports indicate that its usage in the educational sectors of countries such as those in the Arab world, Australia, Canada, Singapore, and Malaysia has reached levels as high as 70-80%. However, the advent of AI has elicited a range of opinions. Some perceive it as a significant threat to humanity, while others highlight its advantages over potential drawbacks. Every new technology presents its own set of benefits and challenges. The critical factor often lies in how these technologies are utilized. Numerous examples illustrate this point; for instance, while the internet offers countless benefits, it also plays a substantial role in the moral, physical, social, and societal degradation of younger generations, a reality we cannot ignore.

This paper aims to explore the application of AI in education in today's context, emphasizing its challenges and drawbacks. These include risks such as misinformation, the spread of fabricated information, lack of trust, unauthorized access to personal data, errors in defining religious terminology, plagiarism, misinterpretation of others' opinions, biases, and the dissemination

of inflammatory content. Additionally, it will address the risks associated with errors in interpreting Quranic verses and Hadiths. These issues will be analysed comprehensively considering the Prophet (PBUH) Seerah.
Keywords: Artificial Intelligence, Educational activities, Prophet Seerah, Hadith, Effects

مصنوعی ذہانت کیا ہے؟

مصنوعی ذہانت (AI) سے مراد ایسی مشینوں کی صلاحیت ہے جو فراہم کیے گئے ڈیٹا کی بنیاد پر سوچ سمجھ فیصلے کر سکیں۔ جیسے انسان اپنے ماحول سے ڈیٹا اکٹھا کرکے آزادانہ فیصلے کرتا ہے، AI بھی اسی انسانی سوچ کو کمپیوٹر سسٹمز کے ذریعے نقل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مصنوعی ذہانت دراصل دو الفاظ کا مجموعہ ہے۔ مصنوعی کا معنی ہے کسی غیر حقیقی چیز کو حقیقی اور اصلی چیز کے طور پر تیار کرنا۔ ذہانت کے معنی غور و فکر کرنے، سمجھنے اور سیکھنے اور بولنے کی صلاحیت کا ہونا۔ مصنوعی ذہانت کے ایجاد کرنے کا بنیادی مقصد ہی یہی ہے کہ ایسی مشین اور آلات تیار کئے جائیں جس میں انسانوں کی طرح سوچنے، سیکھنے اور سمجھنے کے ساتھ بروقت فیصلہ کرنے کی صلاحیت موجود ہو۔

سٹیورٹ رسل کے مطابق، "مصنوعی ذہانت ذہین ایجنٹوں کا مطالعہ ہے جو اپنے ماحول کو محسوس کرتے ہیں اور اس کے مطابق عمل کرتے ہیں۔[1] اس کا بنیادی مقصد مشینوں کو انسانی ذہانت جیسی صلاحیتیں دینا ہے، جیسے سیکھنا، استدلال، اور مسئلہ حل کرنا۔

AI کا استعمال فی نفسہٖ جائز ہے،[2] شرعی اعتبار سے ہر چیز میں اصل اباحت ہے،[3] بشرطیکہ اس کا استعمال شرعی حدود میں رہے۔

مثال کے طور پر صحت یا تعلیم جیسے مباح شعبوں میں اس کا مثبت استعمال درست ہے، لیکن جب یہ جعل سازی، جاسوسی، یا اخلاقیات کے منافی مقاصد کے لیے استعمال ہو تو شرعاً ناجائز ٹھہرتا ہے۔ اس ضمن میں AI کے اخلاقی فریم ورک کو اسلامی اصولوں، خاص طور پر "مصلحت" اور "ضرر سے بچاؤ" کے تصورات کے مطابق ڈیزائن کرنا ضروری ہے۔ لیکن مصنوعی ذہانت میں ڈیپ فیکس ٹیکنالوجی کے ذریعے اصلی اور جعلی مواد کے درمیان فرق ختم ہو رہا ہے، جس سے ڈیجیٹل اعتماد کو خطرہ لاحق ہے۔ AI کی مدد سے بنائے گئے جعلی ویڈیوز یا آڈیوز سیاسی انتشار اور سماجی بے چینی کا سبب بن سکتے ہیں۔ انسانوں کا AI پر ضرورت سے زیادہ انحصار تخلیقی صلاحیتوں کو کمزور کر سکتا ہے، جیسے خودکار فیصلہ سازی کے نظام میں انسانی مداخلت کا فقدان۔ اسی لئے ایلون مسک اور اسٹیفن ہاکنگ جیسے سائنسدانوں نے خبردار کیا ہے کہ طاقتور AI نظاموں کا غیر منضبط استعمال انسانی تہذیب کے لیے وجودی خطرہ بن سکتا ہے۔

دوسری طرف مصنوعی ذہانت تعلیم کے شعبے میں ذاتی نوعیت کے تجربات اور معلومات تک رسائی کو آسان بنا رہا ہے۔ مثال کے طور پر، طلبا کے سیکھنے کے انداز کے مطابق مواد کی تیاری، یا معذور افراد کے لیے تعلیمی وسائل کی تخلیق، لیکن اس کے ساتھ انسانی مستقبل کے بارے میں سوال ضرور اٹھتا ہے کہ مصنوعی ذہانت، انسان کے مستقبل کے بارے میں کس حد تک تبدیلی لا سکتا ہے۔ البتہ اس کا آسان جواب یہ دیا جا سکتا ہے کہ یہ انسانی عقل پر منحصر ہے کہ وہ AI کو اپنا خادم بنائے یا اس کا ماتحت بن جائے مگر صحیح رہنمائی اور اخلاقی ضوابط کے بغیر یہ ٹیکنالوجی نعمت کی بجائے زحمت بن سکتی ہے۔

مصنوعی ذہانت کو دیگر میادین کی طرح اگر تعلیمی میدان میں استعمال کیا جائے جیسا کہ عصر حاضر میں اس کے ستعمال میں دن بدن اضافہ دیکھنے کو مل رہا ہے تو تعلیمی میدان میں اس کے نقصانات کس حد ہو سکتے ہیں؟

کیا ان نقصانات کا ازالہ پھر ممکن ہو گا؟

مصنوعی ذہانت کی وجہ سے استاذ اور شاگرد کے مابین روحانی اور قلبی تعلق کس حد تک متاثر ہو سکتا ہے؟ تعلیمی میدان میں مصنوعی ذہانت کو اسلامی اصولوں کے مطابق کیسے ڈھالا جاسکتا ہے؟ اس مقالہ میں مذکورہ سوالات کے ممکنہ جوابات دینے کی کوشش کی جائے گی۔

مصنوعی ذہانت اور احادیث مبارکہ

آج کا دور سائنس اور ٹیکنالوجی کا دور ہے ہر دن نئے سے نئے ایجادات سامنے آرہے ہیں انسان نے کبھی سوچا بھی نہ ہوگا کہ ہم ترقی کی اس قدر منازل کو طے کریں گے کہ انسان کے بنائے ہوئی چیزیں ایک حد ان سے باتیں کریں گے اور ان کے وہ امور انجام دیں گے جس میں انسانوں کو مشقت اور تکالیف کا سامنا ہوتا ہوگا۔ اس حوالے سے بہت ساری ایجادات کی بنیاد ہمیں قرآن کریم اور احادیث مبارکہ سے بھی ملتا ہے لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ انسان قرآن کریم کی آیات مبارکہ میں غور و فکر سے کام لے۔ چنانچہ سنن ترمذی کی ایک روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"والّذي نفسي بيدِهِ لا تقومُ السَّاعةُ حتَّى تُكلِّمَ السِّباعُ الإنسَ ، وحتَّى يكلِّمَ الرَّجلَ عذبةُ سوطِهِ ، وشراكُ نعلِهِ ، وتخبرَهُ فخِذُهُ بما أحدثَ أهلُهُ بعدَهِ"۔[4]

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں" : قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے "یعنی نبی کریم ﷺ اللہ کی قسم کھا رہے ہیں جو ہر چیز پر قادر ہے۔ قیامت اُس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک "...یعنی قیامت کی نشانیوں میں سے چند یہ ہیں کہ:

1. "درندے انسانوں سے بات کریں گے – "یعنی وہ درندے اور جنگلی جانور جو عام طور پر انسانوں سے کلام نہیں کرتے، وہ باتیں کریں گے۔
2. "آدمی سے اس کے کوڑے کی نوک بات کرے گی "یعنی ایک ایسی نشانی ظاہر ہوگی کہ کوڑے یا چابک کا سرا خود اپنے مالک سے گفتگو کرے گا۔
3. "اور اس کے جوتے کا تسمہ اس سے کلام کرے گا – "یعنی جوتے کا بند خود اپنے مالک سے بات کرے گا اور شاید اُسے اس کے سفر کے بارے میں اطلاع دے گا۔
4. "اور اس کی ران اُسے بتائے گی کہ اس کے گھر والوں نے اس کے بعد کیا کیا – "یعنی انسان کے جسم کے اعضا خود اس سے بات کریں گے اور وہ راز افشا کریں گے جو اس کے بعد گھر میں پیش آئے۔

بعض حضرات نے اس حدیث کو موجودہ دور کے مصنوعی ذہانت (Artificial Intelligence) سے جوڑا ہے: چنانچہ انہوں سے اس انداز میں تشریح کی ہے: "درندے انسانوں سے بات کریں گے " جدید روبوٹس اور اسمارٹ ڈیوائسز جو انسانوں سے بات چیت کرتی ہیں۔

"چابک کی نوک اور جوتے کا تسمہ بات کرے گا " اسمارٹ فونز، اسمارٹ واچز اور دیگر پہننے کے قابل ٹیکنالوجیز (Wearable Devices)۔

"انسان کی ران اُسے خبر دے گی "وہ سینسرز اور اسمارٹ کپڑے جو جسم کی معلومات ریکارڈ کرتے ہیں اور انسان کو آگاہ کرتے ہیں۔

آج کے محققین مصنوعی ذہانت کے ذریعے جانوروں کی زبان سمجھنے اور ان کے رویے کی پیش گوئی کرنے پر کام کر رہے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ ایسے نظریات سائنسی طور پر بھی ممکن ہو رہے ہیں، جو پہلے ناقابلِ فہم تھے۔

تعلیمی میدان میں مصنوعی ذہانت کے نقصانات

غلط اور بے بنیاد معلومات کے پھیلانے کا امکان

دور حاضر میں کئی سارے ممالک کی تعلیمی اداروں اور مراکز میں کثرت کے ساتھ مصنوعی ذہانت کا استعمال سننے اور دیکھنے کو مل رہا ہے۔ طلباء کے ساتھ معلمین بھی کثرت کے ساتھ اس کا استعمال کر رہے ہیں جس کے فوائد اپنی جگہ لیکن دیگر نقصانات کی طرح جس کو ہم آگے بیان کریں گے

ایک بڑا نقصان غلط اور بے بنیاد معلومات کے فروغ کا سبب بننا۔ خصوصی طور پر دینی علوم کے حوالے سے زیادہ امکان ہوتا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ اس ٹیکنالوجی کے بنانے والے غیر مسلم ہونے کی بناء پر اس میں اسلامی علوم کو صحیح معنوں میں استعمال ہی نہیں کیا گیا ہے جس کی بناء پر دینی علوم کے میدان میں اس کے نتائج غلط بھی سامنے آرہے ہیں۔ بہت سارے افراد اسی کو حرف آخیر سمجھ کر غلط افکار کے مالک بن جاتے ہیں۔ جبکہ دینی علوم کے حوالے سے خصوصی طور پر رب تعالیٰ کا بیان کردہ حکم ہے کہ جب بھی کوئی خبر آپ کو آن پہنچے تو اس کی تصدیق کر لیا کرو، جیسا کہ قرآن کریم میں ہے :

(يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ)۔[5]

"اے ایمان والو! اگر کوئی شریر آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لاوے تو خوب تحقیق کر لیا کرو، کبھی کسی قوم کو نادانی سے کوئی ضرر نہ پہنچا دو، پھر اپنے کیے پر پچھتانا پڑے۔"

نیز رسول اللہ ﷺ نے بھی ہر سنی سنائی بات کو آگے بغیر تصدیق کے بیان کرنے کو آدمی کے جھوٹے ہونے کے لیے معیار قرار دیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

"عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ[6]" .

حفص بن عاصم رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں: آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی بات بیان کر دے۔ اس کے علاوہ بعض اوقات، مصنوعی ذہانت کے نظام میں غلط یا جانبدار معلومات شامل ہوتی ہیں، جو طلباء کے درمیان غلط علم پھیلانے کا باعث بنتی ہیں۔ کچھ الگورڈمز غیر معتبر ڈیٹا پر مبنی ہو سکتے ہیں، جس سے تعلیم کی معیار متاثر ہوتی ہے۔

استاذ اور شاگرد کے مابین رابطے میں دوری کا باعث بننا

استاد کسی بھی معاشرے کی تشکیل، بقا اور ترقی میں ایک منفرد اور انتہائی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ دنیا کا کوئی بھی انسان اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ وہ جس علمی و فکری مقام پر پہنچا ہے، اس میں استاد کا بنیادی کردار ہے۔ استاد صرف وہ نہیں جو اسکول یا یونیورسٹی میں پڑھاتا ہے، بلکہ ہر وہ شخص جو کسی دوسرے کی رہنمائی کرے، تربیت کرے یا علم سکھائے، استاد کے مرتبے پر فائز ہو سکتا ہے۔ بعض لوگوں کی زندگی میں ان کے والدین استاد کی حیثیت رکھتے ہیں، جبکہ بعض کے لیے کوئی اور شخص، اپنی رہنمائی اور اثر انگیزی کی وجہ سے، استاد کا درجہ رکھتا ہے۔ اسی بنیاد پر تعلیم و تربیت کو ایک انبیائی طریقہ کار قرار دیا جاتا ہے۔ تعلیم کا نظام استاد اور شاگرد کی باہمی وابستگی پر قائم ہے۔ استاد کی ذمہ داری صرف تعلیم دینا نہیں بلکہ تربیت اور رہنمائی بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد ﷺ کی شان میں فرمایا:

"وہ انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے"۔[7]

نبی کریم ﷺ نے خود فرمایا:

" إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ بِمَنْزِلَةِ الْوَالِدِ، أُعَلِّمُكُمْ۔۔۔[8]"

"میں تمہارے لیے باپ کی مانند ہوں، تمہیں تعلیم دیتا ہوں۔"

استاد کی دی گئی تعلیم و تربیت شاگرد کی شخصیت پر گہرا اثر ڈالتی ہے، اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو معلّم و مربّی بنا کر بھیجا۔[9] آپ کی تعلیمات اور تربیت الٰہی رہنمائی کے تحت تھیں، اس لیے آپ کامل اور مثالی معلم تھے۔

قرآنِ کریم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا واقعہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ اگرچہ حضرت موسیٰ نبی تھے، لیکن انہوں نے حضرت خضر کی رہنمائی میں سیکھنے کا عزم کیا، صبر کیا اور اپنی کوتاہیوں پر بارہا معذرت کی۔ اس سے استاد اور شاگرد کے رشتے کی عظمت اور سیکھنے کے جذبے کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔[10]

ماضی میں استاد کو عزت و وقار کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ والدین نہ صرف استاد کا احترام کرتے تھے بلکہ اپنے بچوں کو بھی ان کا ادب سکھاتے تھے۔ شاگرد اپنے اساتذہ کے سامنے باادب اور منکسر المزاج ہوتے تھے۔ اگرچہ اُس وقت علم کی رسائی محدود تھی، مگر تربیت اور تہذیب کو اولین حیثیت حاصل تھی۔

وقت کے ساتھ سیکھنے کے ذرائع بدلے، ٹیکنالوجی نے ترقی کی اور علم تک رسائی بے حد آسان ہو گئی۔ آج کا طالب علم معلومات کے مختلف ذرائع سے فائدہ اٹھا سکتا ہے، چاہے وہ دنیا کے کسی بھی کونے میں ہو۔ تاہم، ٹیکنالوجی کے ذریعے حاصل ہونے والا علم استاد کی تربیت اور رہنمائی کا نعم البدل نہیں ہو سکتا۔ استاد اپنی زندگی کے تجربات سے ایسے قیمتی مشورے دے سکتا ہے جو شاگرد کی زندگی کا رخ بدل سکتے ہیں۔ مشینیں انسانوں کے درمیان پیدا ہونے والے جذباتی تعلقات اور شفقت بھری رہنمائی کی جگہ نہیں لے سکتیں، کیونکہ انسان کی فطرت میں جذباتی تعلق اور رہنمائی کی خواہش شامل ہے، جو صرف ایک حقیقی استاد ہی دے سکتا ہے۔

دوسری طرف، آج کے طالب علم اپنی ذمہ داریوں سے غافل ہوتے جا رہے ہیں۔ تیزی سے بدلتی دنیا میں وہ اقدار اور روایات کو بھولتے جا رہے ہیں۔ علم کو محض دولت کمانے کا ذریعہ سمجھا جا رہا ہے۔ روایتی تعلیمی نظام زوال پذیر ہے اور استاد اور ٹیکنالوجی کی شراکت سے نیا تعلیمی نظام ابھر رہا ہے، جو بعض پہلوؤں سے مفید ہے کیونکہ یہ سیکھنے کے عمل کو آسان اور سہل بناتا ہے۔ تاہم، مسئلہ یہ ہے کہ آج کے طلبہ ادب اور استاد کے احترام کو فراموش کر رہے ہیں۔ حالانکہ چاہے ٹیکنالوجی جتنی بھی ترقی کرے، وہ استاد کی اہمیت کو ختم نہیں کر سکتی۔

خلاصہ یہ ہے کہ استاد کسی بھی معاشرے کی بنیاد ہے۔ اس کا کردار صرف تعلیم تک محدود نہیں بلکہ تربیت، اخلاق اور رہنمائی کو بھی شامل ہے، جو کہ کسی بھی مشینی نظام سے ممکن نہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم استاد کی حیثیت کو دوبارہ سمجھیں، اس کا احترام بحال کریں اور استاد و شاگرد کے درمیان مضبوط رشتہ قائم رکھیں، ٹیکنالوجی کو معاونت کے طور پر استعمال کریں، لیکن استاد کا نعم البدل نہ سمجھیں۔ اگر ہم نے ٹیکنالوجی کو حد سے زیادہ اہمیت دی تو وہ وقت دور نہیں کہ استاد اور شاگرد کے مابین جو روحانی اور قلبی تعلق کی بناء تعلیم و تربیت کی جو فضاء قائم ہوتی ہے اس کا وجود ختم ہو جائے گا پھر نہ کوئی استاد کی عزت کو پہچانے گا اور نہ ہی استاد کی کوئی عزت اور وقار باقی رہے گی۔ لہٰذا استاد کا مقام کوئی اور مشین یا لے لے ہی نہیں سکتا اور نہ ہی ان فوائد کا حصول ممکن ہے جو استاد سے براہ راست شاگردوں میں منتقل ہوتے ہیں۔ لہٰذا مصنوعی ذہانت کا استعمال ضرور کریں لیکن اس حد تک نہیں کہ استاد کی تربیت سے محرومی کا باعث بنے۔

سیکیورٹی اور پرائیویسی کے خدشات

مصنوعی ذہانت کا نظام سیکیورٹی اور پرائیویسی سے متعلق خدشات کو جنم دیتا ہے، کیونکہ اس کا زیادہ تر انحصار ڈیٹا پر ہوتا ہے۔ یہ ڈیٹا غیر مجاز رسائی کا شکار ہو سکتا ہے، غلط معلومات پھیلانے یا عوامی رائے کو متاثر کرنے کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے، جو بڑے پیمانے پر نقصان کا باعث بن سکتا ہے۔ انسان کے بنیادی حقوق میں سے ایک حق برائے رازداری (Right of Privacy) بھی ہے جو فقہ اسلامی کا ایک وسیع موضوع ہے۔ دین اسلام بلا تفریق رنگ و نسل، مسلک و مذہب حق رازداری کو ہر انسان کی عزت و کرامت کا لازمہ سمجھتا ہے اور تمام مسلمانوں کو اس کا احترام کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ شریعت کے مطابق انسان کا ہر عمل نجی ہے جب تک کہ وہ خود اپنے کسی عمل پر دوسروں کو مطلع نہ کر دے۔ چھپ چھپ کر دوسروں کی باتیں سنتا ہے، دیکھیں کس قدر شدید وعید آئی ہے، نبی ﷺ فرماتے ہیں:

"من استمع إلى حديثِ قومٍ ، وهم له كارهون ، أو يفرُّون منه ، صُبَّ في أذنِه الآنكُ يومَ القيامةِ"۔[11]

جس شخص نے کسی قوم کی باتوں پر کان لگایا حالانکہ وہ اسے ناپسند سمجھتے ہوں یا وہ اس سے راہ فرار اختیار کرتے ہوں تو قیامت کے دن اس کے کانوں میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا۔ یہ عیب عورتوں میں بہت زیادہ ہے، اللہ کی پناہ اس بری خصلت ورذیل حرکت سے۔ لوگوں کی باتیں چھپ چھپ کر اس لئے سنی جاتی ہیں تاکہ انہیں لوگوں میں عام کیا جائے اور اسے رسوا کیا جائے۔ ایسے لوگ خود اس دن اور اس جگہ رسوا ہوں جس دن اور جس جگہ سارے جہان والے جمع ہوں گے۔ اس مصنوعی ذہانت سے استفادہ کرنے والے یہی تصور کرتے ہیں بلکہ یہاں تک کہتے ہیں کہ یہ کام میں نے خود کیا ہے اور یہ میری تحقیق ہے جبکہ اس میں اس کی کوئی تحقیق اور محنت شامل نہیں ہوتی وہ دوسروں کی تحقیق کو چوری کر کے اپنا نام لگا دیتا ہے۔ لہذا دین اسلام میں اس قسم کے امور سے بچنے کا حکم دیا ہے۔

اس کے علاوہ مصنوعی ذہانت کے نظام طلباء کے ڈیٹا کا استعمال کرتے ہیں تاکہ ان کی کارکردگی کا تجزیہ کیا جا سکے۔ لیکن اس سے رازداری کے مسائل پیدا ہوتے ہیں، کیونکہ یہ معلومات غیر ذمہ دارانہ طور پر ہیک یا استحصال ہو سکتے ہیں، جو طلباء اور اساتذہ کی ذاتی معلومات کی رازداری کو خطرے میں ڈال سکتی ہے۔

کاہلی اور سستی کا سبب بننا

یہ ایک حقیقت ہے کہ انسان سہولت پسند ہے جب اس کے پاس سہولت کی چیزیں میسر ہوتی ہیں تو اس میں محنت اور کام کرنے کا جذبہ کمزور ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اِنسان کئی اچّھی اور بُری عادتوں کا مجموعہ ہوتا ہے جو اُسے فائدہ یا نقصان پہنچاتی ہیں۔ نقصان دینے والی عادتوں میں سے ایک سُستی بھی ہے آج کے نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد محض سستی کی وجہ سے بے روزگار، ہاتھ پہ ہاتھ دھرے، گھروں میں حقیقی فاقہ کشی پر مجبور ہے، طالب علم تعلیم میں کوتاہی کی وجہ سے ناکام اور تعلیم سے محروم ہوتے نظر آرہے ہیں۔ قرآن کریم نے سستی جیسے مرض کا ذکر کر کے اس کی مذمت کی ہے اور سستی کو منافقین کا طریقہ بتایا ہے، چناں چہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

(إِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ يُخَادِعُوْنَ اللّهَ وَہُوَ خَادِعُہُمْ وَإِذَا قَامُواْ إِلَى الصَّلاَةِ قَامُواْ كُسَالَى يُرَآؤُوْنَ النَّاسَ وَلاَ يَذْكُرُوْنَ اللّهَ إِلاَّ قَلِيْلاً، مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذَلِكَ لاَ إِلَى ہَؤُلاء وَلاَ إِلَى ہَؤُلاء وَمَن يُضْلِلِ اللّهُ فَلَن تَجِدَ لَهُ سَبِيْلاً)۔[12]

(بیشک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دینا چاہتے ہیں اور وہی انہیں غافل کر کے مارے گا اور جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو بڑے سست ہو کر لوگوں کے سامنے ریاکاری کرتے ہوئے کھڑے ہوتے ہیں اور اللہ کو بہت تھوڑا یاد کرتے ہیں۔)

علّامہ ابنِ قدامہ حنبلی لکھتے ہیں: کام کو آئندہ پر ٹالنے والے شخص کی مثال اُس آدمی کی سی ہے جسے ایک درخت کاٹنا ہو، جب وہ دیکھے کہ درخت بہت مضبوط ہے اور شدید مشقّت سے کٹے گا تو وہ کہے: میں ایک سال کے بعد اِس کو کاٹنے کے لئے آؤں گا۔ اُسے یہ شُعور نہیں ہوتا کہ اِس عرصے میں درخت مزید مضبوط ہو جائے گا اور خود اُس شخص کی جتنی عمر گزرتی جائے گی وہ کمزور ہوتا جائے گا۔ آج جب وہ طاقتور ہونے کے باوجود درخت کو نہیں کاٹ سکا تو ایک سال بعد جب وہ کمزور ہو جائے گا اور درخت زیادہ مضبوط، تو وہ کیونکر اُس درخت کو کاٹ سکے گا۔[13] اس وقت سُستی وکاہلی عالَمی مسئلہ (Global Problem) بن چکی ہے. اسی کاہلی اور سستی جیسے موذی امراض سے نجات کے لیے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک ادعیہ میں ایک بہترین دعا منقول ہے:

"عن انس بن مالک رضی اللہ عنه يقول: كان نبی الله صلى الله عليه وسلم يقول: اللهم إنى أعوذبک من العجز والكسل والجبن والبخل والهرم، وأعوذبک من عذاب القبر، وأعوذبک من فتنة المحيا والممات۔"[14]

(حضرت انس نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے: "اے اللہ! میں عاجزی، سستی و کاہلی، بخیلی، بڑھاپے، قبر کے عذاب اور موت و زندگی کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔

مصنوعی ذہانت کے عام ہونے کے ساتھ ہی انسانی محنت اور جسمانی سرگرمی میں کمی دیکھی جارہی ہے۔ لوگ اب چھوٹے چھوٹے کاموں کے لیے بھی مصنوعی ذہانت پر انحصار کر رہے ہیں، جیسے حساب کتاب، نمبروں یا پتوں کو یاد رکھنا، اور دیگر تجزیاتی کام انجام دینا۔ یہ رجحان طویل مدتی طور پر انسانی صلاحیتوں اور سرگرمیوں کو کمزور بنا سکتا ہے اور سستی کو فروغ دے سکتا ہے۔

محنت اور مہارت میں کمی کا سبب بننا

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ آج کا مسلمان غیروں سے پیچھا ہوتا جارہا ہے اس کی بنیادی وجہ مسلمانوں کا دوسروں کی ٹیکنالوجی اور مشینری پر اکتفاء کرکے خود سے محنت اور تحقیق کو چھوڑ دینا ہے۔ قرآن کریم نے تو مسلمانوں سے یہ بھی واضح طور پر ارشاد فرمایا ہے:

(وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَیْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ وَ اٰخَرِیْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ۔۔۔)[15]

اس آیت میں قوت سے مراد یہ ہے کہ اسلحے اور آلات کی وہ تمام اقسام کہ جن کے ذریعے دشمن سے جنگ کے دوران قوت حاصل ہو۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد قلعے اور پناہ گاہیں ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد رَمی یعنی تیر اندازی ہے۔[16] صحیح مسلم کی ایک روایت میں قوت سے مراد رَمی یعنی تیر اندازی ہونا بیان کیا گیا ہے۔[17]

جبکہ بہت سارے افراد سے یہ سننے کو بھی ملتا ہے کہ جب تیار ملتا ہے تو ہمیں محنت کی کیا ضرورت ہے۔ جبکہ اس حقیقت سے کوئی انکار کر ہی نہیں سکتا ہے کہ محنت اور کشش نہ کرنے کی بناء پر مستقبل میں اپنے پاؤں پر کھڑا نہیں ہو پائے گا۔ آج کل بہت سارے طلباء مصنوعی ذہانت پر زیادہ انحصار کرتے ہیں تو وہ بغیر ان ٹیکنالوجیز کے اپنے تعلیمی فرائض انجام دینے میں ناکام ہو جاتے ہیں۔ یہ خود سیکھنے کی صلاحیت اور روایتی تعلیمی ذرائع کے ساتھ براہ راست تعامل کی کمی کا باعث بنتا ہے۔

طلباء کے تنقیدی اور تخلیقی سوچ میں کمی کا باعث بننا

مصنوعی ذہانت کے استعمال کا ایک بڑا خطرہ یہ ہے کہ یہ طلباء کی تنقیدی اور تخلیقی سوچ کی صلاحیت کو کم کر دیتا ہے۔ طلباء مسائل کو حل کرنے کے لیے زیادہ تر ذہین آلات پر انحصار کرنے لگتے ہیں، جس کی وجہ سے ان کی تجزیاتی اور استدلالی مہارتوں میں کمی آ سکتی ہے۔ جیسے جیسے تعلیمی اداروں میں مصنوعی ذہانت (AI) پر مبنی حلوں کا استعمال بڑھ رہا ہے، ایک خطرہ یہ بھی ہے کہ اساتذہ اور طلبہ ضرورت سے زیادہ ٹیکنالوجی پر انحصار کرنے لگیں۔ طویل مدت میں، یہ انحصار روایتی تدریسی طریقوں کو نظر انداز کرنے، تنقیدی سوچ اور مسئلہ حل کرنے کی مہارتوں کی کمی کا سبب بن سکتا ہے۔ مصنوعی ذہانت طلبہ کے سیکھنے اور اساتذہ کی رہنمائی کے طریقے کو تبدیل کر رہی ہے۔ لیکن کسی بھی نئی ایجاد کی طرح، AI کے تعلیمی نظام میں شامل ہونے کے فوائد اور نقصانات دونوں ہیں۔ جب کلاس روم میں چیلنجز زیادہ ہو جاتے ہیں تو انسانی مداخلت ضروری ہو جاتی ہے۔

اساتذہ کا کردار بطور رہنما، محرک اور سیکھنے کے معاون کے طور پر ہمیشہ ضروری رہے گا۔ وہ انسانی تعلق، ہمدردی، سماجی اور جذباتی مہارتیں، تخلیقی صلاحیت اور تنقیدی سوچ کو فروغ دے سکتے ہیں، جو کہ AI مکمل طور پر نقل نہیں کر سکتا۔

اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ انسان کا دماغ زندگی کے آخری لمحات تک کام کرتا ہے لیکن اگر انسانی دماغ کو فارغ چھوڑ دیا جائے اور اس سے کوئی کام نہ لیا جائے تو اس کو بھی زنگ لگ سکتا ہے جو بعد میں کسی کام کے کرنے کی صلاحیت ختم ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ اگر ذرا غور کیا جائے کہ آج کا نوجوان اگر مصنوعی ذہانت ہر انحصار کرے گا تو مستقبل میں جدید ایجادات کے حوالے سے وہ افراد ہمیں میسر نہیں ہونگے

جنہوں نے مصنوعی ذہانت جیسے سائنسی ایجادات کر کے ہمیں زندگی کے نئے موڑ میں داخل کر دیا ہے۔ لہٰذا ایک وقت پھر ایسا بھی ممکن ہو گا جس میں جدید ایجادات ممکن نہیں ہو گی اس کی وجہ طلباء میں تخلیقی اور تنقیدی صلاحیتوں کا کم اور ختم ہونا ہو گا۔

تعلیمی دھوکہ دہی کی شرح میں اضافہ کا باعث بننا

تعلیم صرف معلومات کی ترسیل نہیں ہے، بلکہ یہ ایک تفاعلی عمل ہے جو استاد اور طالب علم کے درمیان رابطے پر منحصر ہے۔ جب مصنوعی ذہانت کا استعمال بڑھتا ہے تو براہ راست تعامل میں کمی آتی ہے، جو طلباء کی سماجی اور جذباتی مہارتوں پر منفی اثر ڈال سکتی ہے۔ جدید ٹیکنالوجیز کی بدولت طلباء کے لیے امتحانات میں دھوکہ دینا یا تحقیقاتی کام بغیر کسی ذاتی کوشش کے کرنا آسان ہو گیا ہے۔ اس سے تعلیمی کامیابی کا معیار کمزور ہو سکتا ہے اور خود انحصاری میں کمی آ سکتی ہے۔ دھوکا ایک ایسا قبیح عمل ہے جسے ہر صورت میں اسلام نے ناپسند قرار دیا ہے جبکہ آج دھوکہ دہی لوگوں کے درمیان ایک عام سی چیز بن گئی ہے، لوگ ایک دوسرے کو اس طرح دھوکا دیتے ہیں گویا ان کے نزدیک اسلام میں یہ حرام اور گناہ کا کام ہی نہ ہو۔ دھوکے میں دنیاوی اور اخروی دونوں طرح کے نقصان ہیں۔ دھوکہ بازوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں:

(يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚوَ مَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ)[18]

"فریب دیا چاہتے ہیں اللہ اور ایمان والوں کو اور حقیقت میں فریب نہیں دیتے مگر اپنی جانوں کو اور انہیں شعور نہیں"۔

علامہ عبدالرؤف مناوی ؒ دھوکہ کی تعریف میں لکھتے ہیں: کسی چیز کی (اصلی) حالت کو پوشیدہ رکھنا دھوکا ہے۔[19] دھوکا دینے والے سے رسول اللہ ﷺ نے لاتعلقی کا اظہار کیا ہے۔

چنانچہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" :جو شخص ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور جو شخص ہم کو دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔[20] ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"قافلہ سے نہ ملو بیع کے لیے۔ اور نہ بیچے شہر والا باہر والے کے مال کو اور نہ بند رکھو تھن میں دودھ اونٹ کا یا بکری کا پھر کوئی خریدے ایسے جانور کو (جس کا دودھ تھن میں رکھا گیا ہو دھوکا دینے کے لیے) تو خریدنے والے کو اختیار ہے (جب وہ دودھ دوہ ے اور اس کو معلوم ہو کہ دودھ اتنا نہیں نکلا جتنا گمان تھا) اگر پسند آئے تو رکھ لے اور جو ناپسند ہو تو وہ جانور واپس کر دے اور ایک صاع کھجور کا دودھ کے بدلے پھیر دے۔"[21]

آپ ﷺ نے فرمایا: "المكر والخديعة في النار "مکر اور دھوکا آگ میں ہیں۔[22]

خلاصہ اور نتائج

اگرچہ مصنوعی ذہانت تعلیم میں کئی فوائد فراہم کرتی ہے، لیکن اس کے ساتھ کئی خطرات بھی موجود ہیں جو تعلیمی عمل اور معاشرتی مستقبل پر منفی اثر ڈال سکتے ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ہم مصنوعی ذہانت کا استعمال احتیاط سے کریں تاکہ ہم اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ اس کے علاوہ جب مصنوعی ذہانت کا استعمال بڑھتا ہے تو کئی اساتذہ اپنی ملازمتیں کھو سکتے ہیں، خاص طور پر ان شعبوں میں جہاں ٹیکنالوجی کا زیادہ استعمال ہوتا ہے۔ یہ تعلیم کے شعبے میں ملازمتوں کی تعداد کم کر سکتا ہے اور کئی اساتذہ کی اقتصادی صورتحال کو بھی متاثر کر سکتا ہے۔ اس کے ساتھ اگر مصنوعی ذہانت کو حد سے زیادہ استعمال کرنے سے یہ ممکن ہے کہ اس کی وجہ سے نقصانات کا ازالہ نہ ہو سکے۔ کیونکہ انسان جس چیز کا عادی ہو جاتا ہے اس کو چھڑوانا انتہائی مشکل کا ہوتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم فوائد کے حصول میں کہیں اپنا دنیاوی اور اخروی نقصان نہ کر جائیں۔ اس لئے اس میدان میں احتیاط کا دامن نہیں چھوڑنا چاہئے۔ تحقیق کے نتیجے میں درج ذیل نتائج سامنے آئے:

1. مصنوعی ذہانت سے حاصل کردہ معلومات بعض اوقات غلط، غیر مستند اور خاص طور پر دینی علوم میں ناقابلِ اعتماد ہو سکتی ہیں، جو گمراہی اور غلط فہمیاں پیدا کر سکتی ہیں۔
2. مصنوعی ذہانت کے بڑھتے استعمال سے استاد اور شاگرد کا روایتی تعلق کمزور ہو تا جارہا ہے، جس سے تربیت، اخلاق اور رہنمائی کے پہلو متاثر ہو رہے ہیں۔
3. طلباء ٹیکنالوجی پر انحصار کی وجہ سے استاد کے ادب اور تعلیمی اقدار کو نظر انداز کر رہے ہیں، جو تعلیم کا بنیادی مقصد ہے۔
4. مصنوعی ذہانت صارفین کے ذاتی ڈیٹا کا تجزیہ کرتی ہے، جس سے طلبہ و اساتذہ کی پرائیویسی متاثر ہو سکتی ہے اور ڈیٹا لیک ہونے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔
5. سہولت کی زیادتی محنت کی جگہ لے لیتی ہے، جس کے نتیجے میں طلبہ سست ہو جاتے ہیں اور علم کی خاطر کوشش کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔
6. مصنوعی ذہانت پر انحصار کرنے سے خود تحقیق، تجزیہ اور مہارت سیکھنے کی صلاحیت میں کمی آرہی ہے، جو تعلیمی کمزوری کا سبب بنتی جا رہی ہے۔
7. طلبہ مسائل کے حل کے لیے AI پر انحصار کرتے ہیں، جس سے ان کی ذاتی سوچ، تجزیہ اور تخلیقی صلاحیتیں کمزور پڑتی ہیں۔
8. مصنوعی ذہانت کے ذریعے assignments اور امتحانات میں نقل یا بغیر محنت کے کام مکمل کرنا آسان ہو گیا ہے، جو تعلیمی بددیانتی کو فروغ دیتا ہے۔
9. غیر مسلم ماہرین کی تیار کردہ AI اسلامی تعلیمات کو اکثر غلط انداز میں پیش کرتی ہے، جو دینی سوچ میں خرابی کا سبب بن سکتی ہے۔
10. مصنوعی ذہانت مشینیں انسانی جذبات، شفقت اور تعلقات کی جگہ نہیں لے سکتیں۔ ایک حقیقی استاد کا کردار ہمیشہ اہم اور ناگزیر رہے گا۔

مصادر ومراجع

[1] Russell, Stuart J., and Peter Norvig. Artificial Intelligence: A Modern Approach, 3rd Edition, p. 2

[2] دیکھئے: هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيْعًا- (سورة البقرة، آیت، 29)

[3] السرخسی،شمس الدین، المبسوط، باب الاکراہ، 77/24، دارالفکر، بیروت۔

[4] امام ترمذی، محمد بن عیسی، سنن، کتاب الفتن، حدیث رقم، 2181۔

[5] سورة الحجرات۔ آیت، 6۔

[6] امام مسلم، مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح، باب النہی عن الحدیث بکل ما سمع حدیث رقم، 7، دار الحیل، بیروت۔

[7] سورة البقرة، آیت، 129۔

[8] ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن، کتاب الطہارۃ، حدیث رقم، 08۔

[9] ابن ماجه، ابو عبد الله محمد بن یزید، سنن، کتاب ابواب السنة، حدیث رقم، 229۔

[10] دیکھئے: سورة الکهف، جزء 15۔

[11] امام بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، حدیث رقم: 7042۔

[12] سورة النساء، آیت، 142۔143۔

[13] ابن الجوزی، عبد الرحمان، منہاج القاصدین، اداره معارف اسلامی، لاہور، صفحه، 316۔

[14] امام بخاری، الجامع الصحیح، حدیث رقم، 6367۔

[15] سورة محمد، آیت، 10۔

[16] البغوی، امام ابی محمدحصین بن مغفور، تفسیر خازن، سورة الانفال، 205/2، دار الکتب العلمیة، بیروت۔

[17] امام مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الامارة، حدیث رقم، 1917۔

[18] سورة البقرة، آیت، 9۔

[19] المناوی، عبد الرؤف، فیض القدیر شرح جامع الصغیر،، 240/6، دار المعرفة للطباعة، بیروت، لبنان۔

[20] امام مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الایمان، حدیث رقم، 283۔

[21] امام مسلم، الجامع الصحیح، کتاب البیوع، حدیث رقم: 3815۔

[22] علامه البانی، سلسلة احادیث صحیحه/الاخلاق والبروالصلة ،حدیث:2567۔